OPEN ACCESS
AL-EHSAN
ISSN: 2410-1834
www.alehsan.gcuf.edu.pk
PP: 9-19

پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و تفسیری خدمات کا مطالعہ

A Study of Peer Mehar Ali's Ilmi and Tafseeri Services

Dr. Abdul Majeed Baghdadi

Assistant Professor

Department of Arabic, Allama Iqbal Open University, Islamabad

Rehmat Baoji

Ph.D Scholar, Wafaqi Urdu University, Karachi.

Abstract

Syed Peer Mehr Ali Shah (1859-1937) was a renowned Sufi personality of 20th century from Indo-Pak. He confronted sectarianism, which was inculcated by the British and saved the Muslim Ummah by guiding them to the moderate path. Haji Imdadullah Mohajir Makki told him about an Insurgency in 1891. He predicted that this would be conspiracy in Indo Pak region and that he himself would play an important role in stopping it. The next year Mirza Ghulam Ahmed Qadiani claimed himself to be Maseh-e-Maood. He denied the uplift of Jesus God to the Heaven and claimed himself to be prophet. He wrote three books "Hadyaturasool, Shamsul Hidayah, and Saife chistyaie" in reply to false claims of Mirza Qadyani. Although these books were not much in volume, but they were precise covering all basic points rejecting all their claims on the fundamentals of Islam. Critical Analysis on the method of Interpretation for the protection of the concept of Finality of prophethood by Syed Peer Mehr Ali Shah (R.A).

Keywords: Syed Peer Mehr Ali Shah, Indo-Pak, Imdadullah Mohagir Makky, Mirza Ghulam Ahmed Qadiani, Saife chistyaie.

اس مقالہ میں پیر صاحب کی مشہور کُتب سے رد مرزائیت میں آپ کی چند تفسیری عبارات کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ جس میں آپ نے مرزائیت کے ان بنیادی اصولوں کے قرآن و سنت اور قواعدِ بلاغت کی روشنی میں بخیے ادھیڑ دیئے۔ سیفِ چشتیائی جو

۱۹۰۲ء میں آپ نے شائع فرمائی[۱] اس کتاب کو برصغیر کے طول و عرض میں زبردست خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ اس کتاب میں مرزا قادیانی کی کتاب "شمس بازغہ" کا منہ توڑ جواب دیا گیا ہے اور ان کی اعجازی تفسیر پر ایک سو کے قریب اعتراضات وارد کئے گئے ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی تفسیر "بیان القرآن" میں آیت **و قولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ**[۲] کے ذیل میں لکھتے ہیں "حیات و موت عیسیٰ کی بحث میں کتاب "سیف چشتیائی" قابلِ مطالعہ ہے۔[۳] حضرت پیر مہر علی شاہ نے ردِ قادیانیت پر جو پہلی کتاب تصنیف فرمائی وہ "ھدیۃ الرسول" جو فارسی میں لکھی گئی۔ آپ نے اس کتاب میں مرزا قادیانی کے ابتدائی عقائد کے کے دعوؤں کی قلعی کھول دی اور قادیانیت پر کاری ضرب لگائی۔ آپ کی تحریروں کو جو پذیرائی اور شہرت ملی شاید اس کی نظیر بہت کم ہی ملتی ہے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ آپ کی تحریروں کو براہِ راست نگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل تھا۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ عالمِ رویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مرزائے قادیانی کی تردید کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص میری احادیث کو تاویل کی قینچی سے کُتر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔[۴]

عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے اور توحید کے بعد دینِ مصطفوی کی پوری عمارت اسی عقیدہ پر کھڑی ہے۔ ختمِ نبوت وہ عقیدہ ہے جو صدیوں سے اسلام کی وحدت اور حقانیت کو قائم کیے ہوئے ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وحی کا وہ سلسلہ جو حضرت آدم سے شروع ہوا تھا وہ حضور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر ختم ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء یعنی آخری نبی ہیں۔ انسانیت کی ہدایت کے لئے جو اصولِ حیات اور قوانین قرآن پاک اور سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہمیں دیئے گئے ہیں وہ زمان و مکان کے اعتبار سے قیامت تک کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ سلف صالحین کا اس امر پر اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنا صریحاً کفر اور ضلالت ہے، جیسا کہ امام ابن کثیر فرماتے ہیں: و قد اخبر اللہ تبارک و تعالیٰ فی کتابہ و رسولہ فی السنۃ المتواترۃ عنہ انہ لا نبی بعدہ لیعملوا ان کل من ادعی ھذاالمقام بعدہ فھو کذّاب افّاک دجّال ضال مضل ولوتحرک و شعبذ و اتی بانواع السحر و الطلاسم النیر نجیات[۵] اور تحقیق آگاہ فرمادیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت متواترہ میں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (یہ تعلیمات اس لئے تھیں کہ) امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

جان لے کہ آپ کے بعد جو شخص بھی اس منصب (یعنی نبوت) کا دعویٰ کرے وہ کذاب، جھوٹا، بہتان طراز،، کار، دجال، گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے خواہ وہ خرقِ عادت واقعات، شعبدہ بازیوں اور کسی قسم کے غیر معمولی کرشمے اور سحر و طلسم دکھاتا پھرے۔

عقیدہ تحفظ ختم نبوت کی تحریک جانشین رسول صلی اللہ علیہ وسلم و خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور سے شروع ہوئی جب جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا تو شمع رسالت کے پروانوں نے یمامہ کے مقام پر ہزاروں جانیں قربان کر دیں لیکن چادرِ مصطفی پر آنچ نہ آنے دی۔[۶] تاہم برصغیر میں ۱۸۹۰ء کی ابتداء سے اٹھنے والے فتنۂ مرزائیت جس کی پیش گوئی حضرت خواجہ امداداللہ مہاجر مکی (۱۲۳۲ھ-۱۳۱۷ھ)[۷] نے کی تھی، کے خلاف صف آراء علماء و مشائخ میں سرفہرست نام حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کا آتا ہے۔ بلاشبہ فتنۂ قادیانیت کے خلاف آپ کی علمی خدمات اور مناظرہ لاہور کو سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ آپ نے جو چراغ روشن فرمائے اس کی ضیاء پورے برصغیر میں پھیل گئی اور لاکھوں فرزندانِ اسلام گمراہی سے بچ کر صراطِ مستقیم پر اور مستحکم ہو گئے۔ اس فتنہ کی سنگینی کو بر وقت نہ بھانپا جاتا تو ہزاروں لوگوں کا ایمان خطرے میں پڑ جاتا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی حضرت مسیح کو صلیب دیئے جانے میں اغیار کی ہمنوائی

یہود و نصاریٰ اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا اور قتل کیا گیا تھا لیکن اللہ رب العزت نے اپنے کلام میں ان نے اس زعمِ باطل کی تردید کی اور فرمایا **وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم**[۸] "اور نہ یہود نے مسیح کو قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا گیا بلکہ ان کو اشتباہ ہو گیا" لیکن اس ارشادِ ربانی کے بر خلاف قادیان کے خانہ ساز مسیح موعود کو یہ دعویٰ تھا کہ مسیح صلیب پر چڑھائے گئے۔ چنانچہ آپ رسالہ "نزول المسیح" میں لکھتے ہیں "حضرت مسیح بروز جمعہ بوقتِ عصر صلیب پر چڑھائے گئے، جب وہ چند گھنٹہ کی تکلیف اٹھا کر بے ہوش ہو گئے اور خیال کیا گیا کہ وہ مر گئے ہیں"[۹] ازالۂ اوہام میں اسی خیال کی تائید میں آنجناب رقمطراز ہیں "مسیح کو تازیانے لگائے اور جس قدر گالیاں سننا اور طمانچے کھانا اور ہنسی اور ٹھٹھے اڑائے جانا اس کے حق میں مقدر تھا، سب دیکھا تب یہودیوں نے مسیح کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر چڑھا دیا اور ہاتھوں اور پیروں پر میخیں ٹھونکیں"[۱۰]

تاویل کی قینچی سے آیاتِ قرآنیہ کی قطع وبرید

مرزا صاحب نے اپنے اس عقیدہ کی تائید میں قرآنی آیات کو اپنی تاویلات کی قینچی سے جس طرح قطع وبرید کی اس کی نظیر شاید اس سے پہلے نہیں ملتی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کرنے کے لئے انہوں نے کئی آیات کا سہارا لیا اور اپنی مخترعہ مسیحیت کا راستہ صاف کرنے کی کوشش کی، چنانچہ آپ "ازالہ اوہام" میں فرماتے ہیں کہ درج ذیل آیات یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی و مطھرک من الذین کفروا[۱۱] "اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور پھر عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور کافروں کی تہمتوں سے پاک کرنے والا ہوں"۔

دوسری آیت جو مسیح ابنِ مریم کی موت پر دلالت کرتی ہے یہ ہے بل رفعہ اللہ[۱۲] یعنی مسیح ابنِ مریم مقتول اور مصلوب ہو کر مردود اور ملعون لوگوں کی موت سے نہیں مرا جیسا کہ عیسائیوں اور یہودیوں کا خیال ہے۔ جاننا چاہیئے اس جگہ رفع سے مراد وہ موت ہی ہے جو عزت کے ساتھ ہو"[۱۳]

مرزا صاحب کی عبارات اور توجیہات کا لغوی و علمی رد

پیر صاحب نے قرآن پاک کی آیات کی ان باطل تاویلات کو کئی دیگر متقدمین مفسرین کی آراء کی روشنی میں رد فرمایا ہے۔ ان میں اوّل المفسر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے قول کو بطور سند پیش کیا ہے۔ آپ "ھدیۃ الرسول" میں فرماتے ہیں" کوئی شخص اس وقت تک کامل فقیہ نہیں ہو سکتا جب تک وہ قرآن پاک کی مختلف توجیہات کو اچھی طرح سمجھ نہ لے یعنی مفسرین اختلافِ مسالک کے باوجود ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہوتے ان کا اصل مقصد اور مطلب نہیں بدلتا بلکہ مقصد سب کا ایک ہی ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت ابنِ عباس نے "**ممیتک**" کا معنیٰ مراد لیتے ہیں تقدیم و تاخیر کو قول کیا ہے"[۱۴] اس سے مراد یہ ہے کہ "**انی رافعک الی**" پہلے ہے اور "**متوفیک**" بمعنیٰ ممیتک بعد میں ہے اور دوسرے مفسرین نے " متوفیک" سے مراد "**مستوفیک**" یعنی " میں تجھے اپنی مقرر مدت تک زندہ رکھوں گا" لی ہے یا اس لفظ سے مراد "**قابضک**" یعنی "میں تجھے زمین سے قبض کرنے والا ہوں" لی ہے یا اس سے مراد لی ہے کہ (اے عیسیٰ!) میں تجھے نزول کے بعد موت دوں گا اور اس وقت میں تجھے اپنی طرف اٹھا لیتا ہوں[۱۵]

ان سب کا مقصد ایک ہی اشکال کو رفع کرنا ہے اور وہ اشکال ہے، موت کا رفع سے پہلے ہونا جبکہ یہ امر واقعہ کے خلاف ہے، چونکہ ان مفسرین کے پیش نظر وہ آیات اور احادیث صحیحہ تھیں جو رفع سے متعلق ہیں مثلاً **وما قتلوہ وما صلبوہ**(۱۶) اوران **من اھل الکتاب**(۱۷) اس لئے انہوں نے مختلف معانی مراد لئے ہیں ورنہ ابنِ عباس کے تقدیم و تاخیر کا قول کرنے کا اور کون سا سبب ہے۔ اس لئے جو ہم نے کہا ہے اس سے قطع نظر اور تو معنیٰ میں کسی قسم کا فساد لازم نہیں آتا۔ تمام مفسرین علت غائیہ ایک ہونے کی وجہ سے کہ وہ سب بعینہ اسی ایک مشکل کو حل کرنا چاہتے ہیں اور تمام کے تمام متفق ہیں یعنی ایک دوسرے کے مخالف نہیں۔(۱۸)

دیگر مفسرین کی آراء کی تائید

پیر صاحب نے جن دیگر مفسرین کی طرف اشارہ کیا ہے ان میں چند ایک کی آراء مذکورہ اقتباس کی تائید میں پیش کی جاتی ہیں۔

امام ابنِ جریر، ابنِ منذر اور ابنِ حاتم نے حضرت علی کے واسطے سے حضرت ابنِ عباس سے روایت نقل کی ہے کہ "متوفیک" کا معنیٰ ہے "میں تجھے موت دینے والا ہوں "(۱۹) امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ "میں تمہیں زمین سے اٹھانے والا ہوں" (۲۰) حضرت حسن فرماتے ہیں کہ **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیھود ان عیسیٰ لم یمت و انہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ**(۲۱)"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ مرے نہیں وہ قیامت سے قبل آپ کی طرف لوٹیں گے"۔ امام ابنِ ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے نقل کیا ہے کہ ان الفاظ میں تقدیم و تاخیر ہے یعنی میں تمہیں اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں اور پھر تمہیں موت دینے والا ہوں۔ امام اسحاق بن بشیر اور ابن عساکر نے جبیر کے واسطے سے ضحاک سے اور انہوں نے حضرت ابنِ عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "**انی متوفیک و رافعک** سے مراد یہ ہے کہ میں تجھے اٹھانے والا ہوں اور آخر زمانہ میں موت دوں گا"۔(۲۲)

لفظ ""توفی" کی لغوی تحقیق

حضرت تاجدارِ گولڑہ نے مختلف قرآنی آیات کا حوالہ دیتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ عربی زبان کی وسعت اور یہ شان ہے کہ بعض اوقات ایک لفظ اپنے اصل معنیٰ سے ہٹ کر کئی دیگر

معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے اور قرآنِ پاک میں اس کی امثال جابجا ملتی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں" اس بارے میں مکمل غور و فکر کرنا چاہیئے کہ "توفی" کا معنیٰ موت کے علاوہ بھی آیا ہے کہ نہیں۔ قاموس، صحاح، مصباح منیر، مجمع البحار، صراح قسطلانی، کرمانی، بیضاوی اور کبیر وغیرہ کی طرف رجوع کرنے کے بعد یہ بات محقق ہو جاتی ہے کہ عربی زبان میں لفظ "توفی"" قبضِ تام "(مکمل طور پر لے لینے کے) معنیٰ میں آیا ہے[۲۳]" کہا جاتا ہے " توفیت مالی "یعنی میں نے اپنے مال میں سے کچھ بھی نہیں چھوڑا تمام لے لیا ہے۔ اس معنیٰ کی تحقیق و جستجو کے بعد اب اس بارے میں غور و فکر کرنا چاہیئے کہ قرآن کریم کا محاورہ (اندازِ بیان) کون سے معنیٰ کا مددگار اور موید ہے؟ قرآنِ پاک کے الفاظ کو ایک سے زیادہ جگہوں پر ایک ہی معنیٰ مراد نہیں لیا جا سکتا۔

عربی میں جس معنیٰ کے لئے لفظ وضع کیا گیا ہے اس معنیٰ کے علاوہ بھی بہت سے معانی مراد لیے جاسکتے ہیں۔ اس کے لئے کوئی دلیل درکار ہوتی ہے جو مرادی معنیٰ کو معیّن کرے اور جواب عن المعارض کی دلیل کی وجہ سے یعنی ان دلائل کا جواب دینا جو مرادی معنیٰ سے معارض ہوتے ہیں۔[۲۴]

الفاظ کا ظاہری معانی کے علاوہ مرادی معانی میں استعمال کے قرآنی شواہد

اپنی اسی دلیل کو بنیاد بناتے ہوئے پیر صاحب نے اپنی کتاب "ھدیة الرسول" میں قرآن پاک کی متعدد امثال پیش کی ہیں، جس میں الفاظِ قرآن کے معانی کو موقع و محل کو پیش نظر رکھتے ہوئے دیگر مرادی معانی میں استعمال کیا گیا ہے۔ اگر ان الفاظ کو صرف ظاہری معانی پر ہی محمول کیا جائے تو نہ صرف عبارت کے حسن پر حرف آتا ہے بلکہ مرادِ خداوندی بھی بالکل بدل جاتا ہے۔ حضرت مجدد گولڑوی رقمطراز ہیں: "قرآن مجید میں ہر جگہ "اسف" کا معنی "حزن "(رنج و غم) ہے تو یہ اس پر دلیل نہیں ہو سکتی کہ (فلما اسفونا)[۲۵] میں بھی یہی "حزن "والا معنی لیا جائے کیونکہ اس کا معنی (فلما اغضبونا)[۲۶] (یعنی جب انہوں نے یہ کام کیا جس کی وجہ سے ہمارا غضب ان پر آیا) تو یہاں "اسف" کا معنی "حزن "نہیں بلکہ "غضب "ہے۔ اور قرآن مجید میں ہر جگہ "بروج" سے مراد "کواکب "(ستارے) ہیں تو یہ اس پر دلیل نہیں ہو سکتی کہ (ولو کنتم فی بروج مشیّدة)[۲۷] میں بھی "بروج "سے مراد ستارے ہی ہوں بلکہ اس کا معنی تو مضبوط قلعے ہوں گے[۲۸] اسی طرح ہر جگہ لفظ "بخس "سے مراد "نقصان "ہے مگر (بثمن بخس)[۲۹] سے

مراد "حرام" اور ہر جگہ "بعل" سے مراد "شوہر" ہے مگر (اتدعون بعلا) میں مراد "صنما" یعنی "بت" ہے [۳۰] اسی طرح "بکم" سے مراد ایمان کی حیثیت سے کلام سے گونگا ہونا ہے مگر سورۃ اسراء میں (عمیا وبکما وصما) [۳۱] میں اور سورۃ نحل میں (ابکم) [۳۲] ان دونوں مقامات پر مطلقاً کلام کرنے پر قادر نہ ہونا مراد ہے [۳۳] اور ہر جگہ "حسرۃ" سے مراد "ندامت" ہے مگر (لیجعل اللہ ذالک حسرۃ فی قلوبھم) [۳۴] میں "حسرۃ" سے مراد "حزنا" (غم) ہے۔ [۳۵]

پیر صاحب نے قرآن پاک سے اس طرح کی اور بہت سی امثال پیش کی ہیں تاہم اختصار کے باعث انہیں پر اکتفا کیا ہے۔ اب ہم اسی لفظ "توفی" کو باقی ائمہ و علمائے لغت کے ہاں دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اس کا کیا معنی لیا ہے۔

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

"توفی" وفا سے مشتق ہے جس کے معنی پورا کرنے کے ہیں یہ مادہ خواہ کسی شکل یا کسی ہیئت میں ظاہر ہو مگر "کمال" اور "تمام" کے معنی کو ضرور لئے ہوئے ہو گا کما قال اللہ تعالیٰ (اوفوا بعھدی اوف بعھدکم) [۳۶] یعنی "تم میرے عہد کو پورا کرو میں تمہارے عہد کو پورا کرونگا" ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے (وانما توفون اجورکم یوم القیٰمۃ) [۳۷] یعنی تم پورا پورا اجر قیامت کے دن دیئے جاؤ گے"۔

علامہ زمخشری "اساس البلاغہ" میں اسی لفظ "توفی" کی تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "توفی" کے حقیقی اور اصل معنی "استیفائ" اور "استکمال" کے ہیں اور موت کے معنی مجازی ہیں وفی بالعھد اوفی واوفاہ ومن المجاز توفی وتوفاہ اللہ [۳۸] یعنی معنی یہ ہوں گے کہ اس نے عہد کو پورا کیا اور اس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

پیر صاحب نے آیاتِ قرآنی کے حوالوں سے اس امر کی وضاحت کی ہے کہ لفظ "توفی" کا معنی موت اور نیند کے درمیان مشترک ہے اور یہ دونوں الفاظ اس کے افراد ہیں۔ اسی بحث کو سمیٹتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

"قبل ازیں دی گئیں قرآنِ کریم کی مثالوں سے یہ بات مکمل طور پر واضح ہو گئی کہ زیادہ جگہ ایک معنی مراد لینے کو قاعدہ کلیہ نہیں سمجھ لینا چاہئے بلکہ اس کام کی بنیاد دلیل احتمال الفاظ اور

فلاں فلاں دلیل پر رکھنی چاہئے۔ اس بارے میں یہ آیت "**الله یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها**"(۳۹) "اللہ تعالیٰ قبض کرتا روحوں کو جب وقت ہو ان کے مرنے کا پس جو نہ مرے ان کو قبض کرتا ہے وقت نیند کے"۔ ابن عباس کے بیان کے مطابق یہ آیت بہ آوازِ بلند پکار کر یہ اعلان کر رہی ہے کہ "توفی" کا معنی "موت" اور "نیند" کے درمیان مشترک ہے۔(۴۰) یعنی یہ دونوں (موت اور نیند) اس کے افراد ہیں۔

ایک اور جگہ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "**فیمسک التی قضی ما علیها الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی**"(۴۱)

"پھر اس کو نہیں چھوڑتا جس کے لئے اس نے موت مقدر کر دی ہے اور دوسرے کو مقرر وقت تک چھوڑ دیتا ہے"

امساک (روک لینا) اور ارسال (چھوڑ دینا) کی قید ایک دوسرے کی تمیز کرنے والی ہیں یعنی امساک کے ساتھ روح قبض کرنا موت ہے اور ارسال کے ساتھ روح کو قبض کرنا نیند ہے۔ اور اس شخص (مرزا غلام احمد قادیانی) نے غلط سمجھا ہے کہ جس نے "یتوفی" کا معنی "مارتا ہے" کی ہے کیونکہ قرآن کریم کے محاورہ کے مطابق "قبض" کا معنی ثابت ہو جانے کے بعد اس تقدیر پر صرف اس قدر تردد رہ جاتا ہے کہ "قبض" والے معنی کے بخلاف "موت" والا معنی قرآنی استعمالات میں زیادہ واقع ہوا ہے کیونکہ "**الله یتوفی الانفس**" میں تو بالاتفاق (قبض والا معنی ہے) جبکہ "**متوفیک**" میں اس معنی کا احتمال ہے یعنی "**متوفیک**" میں قبض والا معنی یقینی نہیں۔ ایک سمجھ دار اور سلیم الطبع کیلئے اس مذکور تردد کو دور کرنے کے لئے میں نے کافی شوائد پیش کر دئے ہیں۔(۴۲)

خلاصہ بحث

حضرت مجدد گولڑوی نے "مرزائیت" کے بنیادی اصولوں کو قرآن و سنت اور بلاغت کی روشنی میں جس طرح رد کیا اس سے قادیانیت کی دجالی ریاست میں زلزلہ بپا ہو گیا۔ آپ کے ہاتھ سے لکھی گئیں کتب پورے ہندوستان کے علماء کیلئے مینارہ نور ثابت ہوئیں۔ اگرچہ ضخامت کے اعتبار سے یہ کوئی بڑی کتب نہیں مگر دلائل کی ثقاہت، استناد اور عقلی و نقلی دلائل کے اعتبار سے ان میں اس قدر قوت تھی کہ جس سے مرزائیت کی چولیں ہل گئیں۔ مرزا صاحب نے اجماع امت کی جس طرح بتدریج دھجیاں بکھیری ہیں اور اسلام کے اجماعی عقائد کو غلط ثابت کر کے اپنے مخترعہ عقائد کو

ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اس کی تردید میں پیر صاحب نے دوٹوک الفاظ میں حضرت عیسیٰ کے نزول کو قرآنی آیات اور آئمہ کرام کی عبارات سے ثابت کیا ہے۔ اس بات پر کل امت مرحومہ کا اجماع ہے کہ عیسیٰ بن مریم بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کے مطابق نازل ہوں گے۔ یہ نزول بمع جسم ہو گا اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق عمل کریں گے (مگر عند اللہ وہ نبی ورسول ہی ہوں گے) اور کتاب و سنت کے مطابق احکام صادر فرمائیں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے جس طرح لفظ "توفی" سے حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس پر پیر صاحب نے بروقت گرفت کرتے ہوئے آئمہ امت کے استناد سے یہ ثابت کیا ہے کہ "توفی" بعینہ موت نہیں بلکہ یہ لفظ موت کے علاوہ بھی کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآنِ پاک میں جابجا اس کی امثال ملتی ہیں۔ یہاں اس لفظ (توفی) سے مراد نیند ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے (وھو الذی یتوفیکم باللیل)[۴۳] "وہ باری تعالیٰ ہی ہے جو تمہیں رات کو فوت کر دیتا ہے یعنی سلا دیتا ہے اور آیت (انی متوفیک ورافعک) سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ پر نیند کی چادر اوڑادی اور نیند کی حالت میں ہی انہیں آسمان پر اٹھالیا۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ اختر نواز خان، ڈاکٹر، تاجدار گولڑہ سیّد پیر مہر علی شاہ، ص۲۳۹، رُمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز، راولپنڈی، جنوری ۲۰۱۳ء

۲۔ سورۃ النساء، آیت ۱۵۷

۳۔ تھانوی، مولانا اشرف علی، بیان القرآن، ج۱، ص ۳۴۴، مکتبہ الحسن لاہور

۴۔ ابنِ کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر، (۷۰۱۔۷۷۴ھ) تفسیر القرآن العظیم، ج۳، ص ۴۹۴، بیروت، لبنان: دار المعرفۃ ۱۴۰۰ھ

۵۔ علی محمد الصلابی، ڈاکٹر، سیّدنا ابو بکر صدیق شخصیت اور کارنامے، ص ۳۵۹، الفرقان محمد ٹرسٹ، خان گڑھ، پاکستان ۱۴۲۲ھ

۶۔ حافظ قاری فیوض الرحمٰن، ڈاکٹر، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور ان کے خلفاء، ص ۱۴، مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۹۸۴ء

۷۔ مفتی، مولانا فیض احمد فیض، مہر منیر، ص ۲۰۳، پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لاہور ۱۹۷۳ء

۸۔ سورۃ النساء ۱۵۷

۹۔ قادیانی، مرزا غلام احمد، نزول المسیح، ص ۱۸، مطبع میگزین قادیان ۱۳۲۷ھ

۱۰۔ قادیانی، مرزا غلام احمد، ازالہ اوہام، ص ۱۵۹، ۱۵۸، مطبع ریاض ہند پریس امرتسر بھارت، ۱۳۰۸ھ

۱۱۔ سورۃ ال عمران آیت ۵۵

۱۲۔ سورۃ النساء آیت ۱۵۸

۱۳۔ ازالہ اوہام، ص ۴۲۳

۱۴۔ سیوطی، امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر، الدر المنثور، ج ۲، ص ۳۶، دار الحجر، مصر ۲۰۰۳ء

۱۵۔ کشاف، ابو القاسم محمد بن عمر، الزمخشری، تفسیر کشاف، ج ۱، ص ۳۶۶، کتب خانہ مظہری
کراچی، ۱۹۶۷ء

۱۶۔ سورۃ النساء آیت ۱۵۷

۱۷۔ سورۃ النساء آیت ۱۵۹

۱۸۔ گولڑوی، سیّد پیر مہر علی شاہ، ھدیۃ الرسول (مترجم سیّد محمد عزیز الرحمن شاہ) ص ۴۹ تا ۵۱، پرنٹنگ
پروفیشنلز لاہور ۲۰۱۲ء

۱۹۔ امام طبری، محمد بن جریر بن یزید، جامع البیان فی تاویل القرآن، ج ۵، ص ۴۵۷، ۴۵۶، الناشر
مؤسسۃ الرسالۃ (المتوفی ۳۱۰) بیروت ۱۴۲۰ھ

۲۰۔ ایضاً، ج ۵، ص ۴۴۸

۲۱۔ السیوطی، جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر (المتوفی ۹۱۱ھ)، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ج ۲،
ص ۲۲۵، الناشر دار الفکر بیروت

۲۲۔ ایضاً، ج ۲، ص ۲۲۶

۲۳۔ محمد النجار، المعجم الوسیط، ج ۲، ص ۱۰۴۷، الناشر دار الدعوۃ قاہرہ، ۲۰۰۱ء

۲۴۔ ھدیۃ الرسول، ص ۵۱، ۵۰

۲۵۔ سورۃ الزخرف آیت ۵۵

۲۶۔ رازی، امام فخر الدین محمد بن عمر، تفسیر کبیر، ج ۹، ص ۱۹۸، دار الفکر بیروت ۲۰۰۲ء

۲۷۔ سورۃ النساء آیت ۷۸

۲۸۔ سیوطی، امام جلال الدین محمد بن احمد، تفسیر جلالین، ص ۵۹۸، دار الحدیث القاہرہ ۲۰۰۱ء

۲۹۔ سورۃ یوسف ۲۰

۳۰۔ سمرقندی، امام نصر بن محمد بن احمد، تفسیر السمرقندی، ج ۳، ص ۱۵۱، مؤسسہ رسالہ بیروت ۲۰۰۰ء

۳۱۔ سورۃ بنی اسرائیل: ۹۷

۳۲۔ سورۃ النحل:۷۶

۳۳۔ آلوسی، ابوالفضل محمود، تفسیر روح المعانی، ج ۱۴، ص ۱۹۶، مکتبہ رشیدیہ لاہور

۳۴۔ سورۃ ال عمران:۱۵۶

۳۵۔ کشاف، ج ۱، ص ۴۳۰

۳۶ افریقی، علامہ ابن منظور، لسان العرب، ج ۲۰، ص ۲۸۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۰

۳۷۔ سورۃ البقرۃ:۴۰

۳۸۔ زمخشری، ابوالقاسم محمود بن عمر، اساس البلاغہ، ص ۳۰۴، مرکز البحوث باھلیہ الزیتونیۃ تیونس ۱۹۸۶ء

۳۹۔ سورۃ الزمر:۴۲

۴۰۔ تفسیر القرآن العظیم، ج ۴، ص ۷۱

۴۱۔ سورۃ الزمر:۴۲

۴۲۔ ھدیۃ الرسول، ص ۵۲ تا ۵۴

۴۳۔ سورۃ الانعام:۶۰